جائے کار پر ہراسگی کے نفسیاتی پہلو، سماجی اثرات اور شرعی تدارک

Psychological Aspects of Harassment at Workplace, Social Effects & Islamic Remedies

Dr. Abdul Ghaffar[1]
Prof. Dr. Muhammad Hammad Lakhvi[2]

ABSTRACT

Incidents of sexual harassment in the workplace have become a serious problem nowadays. Generally, sexual harassment is legally defined as uninvited sex-related behavior. There are three main types of sexual harassment on the workplace. 1. Sexual harassment of women by men. 2. Women threaten men with Sexual harassment claims or propaganda. 3. Sexual harassment by homosexuals.

The Protection of Workplace Harassment Act was passed 2010 in Pakistan. Any act, indecent assault, gesture and imposition against the dignity of women under this law is a punishable offense. It also explains that it is also a crime for a harasser to use his or her authority in such cases.

There are Two basic types of unlawful harassment in cases of women; 1. Quid Pro Quo Harassment, This occurs when a tangible employment action (like change in pay, work status, dismissal, demotion, transfer & work assignments,) is made based on the employee's submission to or rejection of unwelcome conduct. This kind of harassment is generally committed by a supervisor, manager or senior person. 2. Hostile Work Environment Harassment can result from the unwelcome conduct of supervisors, co-workers, customers, contractors, etc. with whom the victim interacts on the job, and the unwelcome conduct is so severe or pervasive that it renders the workplace atmosphere intimidating, hostile or offensive to a reasonable person.

Incidents of women threaten men with Sexual harassment claims or propaganda & Sexual harassment by homosexuals are also on the rise, worldwide. This is also a sensitive & serious issue. A review of the data reveals that the highest incidence of rape & sexual harassment occurs in non-Muslim-majority countries. Some important suggestions & recommendations regarding the state of Pakistan also included.

Keywords: *Workplace, Harassment, supervisor, Muslim-majority Countries. Ordinance*

موضوع کا تعارف اور دائرہ کار:

تخلیقِ انسانی کی ابتداء سے ہی نسل انسانی میں باہمی بغض و عداوت اور ڈرادھمکا کر اپنا کام نکلوانے کا عنصر موجود ہے۔ دوسروں کو ہراساں کرنا یا دوسروں کو تکلیف دے کر نفسیاتی لذت و تسکین حاصل کرنا ایک نفسیاتی، روحانی اور معاشرتی مسئلہ ہے۔ دراصلانسانی مزاج دو چیزوں سے مرکب ہے، مادہ خیر اور مادہ شر۔ یہ دونوں مادے اللہ رب العزت نے انسان کے مزاج میں رکھے ہیں لیکن انسان کو اختیار بھی دیا ہے کہ چاہے تو وہ مادہ شر کو اختیار کرے اور چاہے تو مادہ خیر کو اختیار کرے۔ کامیاب انسان وہ ہو گا جو اپنے نفس کو سنوارے، اپنی طبیعت و نفسیات کو

[1]. Associate Professor, Department of Fiqh & Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
Email: abdul.ghaffar@iub.edu.pk
[2]. Dean Faculty of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore Hammad.is@pu.edu.pk

ٹھیک کرے اور مزاج کو شریعت کے مطابق ڈھالے۔ آج کی دنیا میں ہمیں ہر طرف انسانی مزاج یا نفسیات کی وحشت وسفاکی اور دین سے دوری کے ان گنت مناظر نظر آتے ہیں۔ معاشرے میں اب بھی خیر کا باقی ہے مگر نیکی کے چراغ کی لو ٹمٹمارہی ہے۔ اور یہ سب اس لیے ہے کہ انسان اپنے اندر کے خیر کو ابھارنے اور شر کو دبانے کی ضرورت سے غافل ہے۔ یہ ضرورت رسمی عبادات سے بھی پوری نہیں ہوسکتی، اس کے لیے انسانوں کے نفسیاتی وروحانی علاج، جہدِ پیہم اور عملِ مسلسل کی ضرورت ہے۔

جائے کار (workplace) سے مراد ہر طرح کے حکومتی اور غیر حکومتی دفاتر وکارخانے ہیں جہاں مختلف مرد وخواتین کام کرتے ہیں۔ بالفاظ دیگر جائے کار سے مراد کاروباری مراکز اور سرکاری وغیر سرکاری تمام فلاحی مقامات شامل ہیں جہاں لوگوں کا روزگار وابستہ ہو یا وہاں سے معاشرتی کسی قسم کی ضروریات کی تکمیل ہوتی ہو جیسے تعلیمی، اصلاحی ادارے، تمام سماجی مراکز جہاں ملازمت پیشہ مرد وزن کا مخلوط اجتماع ہوتا ہو یا وہ اپنے کام کے سلسلہ میں کسی کمیونٹی یا فیلڈ میں جائیں۔[3] عورت صنف نازک ہونے کے ناطے مرد کے مقابلے میں جہاں اس کی کچھ خصوصیات ہیں تو وہاں اس کی کچھ فطری کمزوریاں بھی ہیں۔ مثلاً عورت ایک نرم وشفیق انسان ہے اس لئے ہی وہ بچوں کی پرورش کے لئے موزوں ہے اور اس کو ماں کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح کی زنانہ خصوصیات اور صنفی ضعف سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بعض مفسد مرد لوگ خواتین کی عزتوں سے کھیلنا اپنا وطیرہ بنالیتے ہیں۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض مفسد خواتین بھی اپنے مواقع کا ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے ہراسگی کا ارتکاب کرتی ہیں۔ مقالہ ہذا کے موضوع کی دقتوں اور گہرائیوں کو آشکارا کرنا اور اس کی مشکلات سے نمٹنا بحیثیت قوم وقت کی اہم ضرورت ہے۔ تاکہ ذہن سازی اور قانون سازی سے تمام اصلاحی وتربیتی عوامل بروئے کار لاکر معاشرتی برائیوں کا تعاقب کیا جاسکے اور ہر انسانی معاشرے کو امن، یگانگت، داخلی استحکام اور باطنی پاکیزگی سے مزین کیا جاسکے۔

ہراسگی سے مراد کسی بھی جاندار کا کسی دوسرے جاندار کے کسی عمل کی وجہ سے پریشان، خوف زدہ، ہراساں یا نفسیاتی مسائل کا شکار ہونا ہے۔

ہراسگی یعنی ناجائز جنسی لذت کے لئے فریق ثانی پر دباؤ ڈالنا یا فریق ثانی کو آمادہ کرنا، اس میں فریقین میں سے ہر ایک مرد یا عورت دونوں ہوسکتے ہیں۔ یعنی اس کی چار صورتیں بن جائیں گی۔ مرد کا دباؤ مرد پر یا عورت پر، عورت کا دباؤ مرد پر یا عورت پر۔ ہراسگی میں قول وفعل اور اشارہ سے دباؤ ڈالنا اور آمادہ کرنا دونوں شامل ہیں۔ دباؤ کی صورت میں اعلی درجہ کی ہراسگی ہے اور اگر آمادہ کیا گیا تو ادنی درجے کی ہراسگی ہوگی۔ ہراسگی کے لئے عربی میں تحرش کی اصطلاح مستعمل ہے جس کا معنٰی ہے ابھارنا، اکسانا، ورغلانا کے آتے ہیں۔[4] جدید لغت میں جنسی ہراسگی کی لئے استغلال الجنسی، اعتداء الجنسی اور التحرش الجنسی کی اصطلاحات لکھی اور بولی جاتی ہیں۔ ان سب میں اہم چیز بدنیتی ہے۔ لہذا جب بدنیتی کے قرائن موجود نہ ہوں تو وہ ہراسگی نہیں بلکہ ایک اتفاق اور بھول بھی ہوسکتی ہے۔ جائے کار کے تحرش میں گذرنے والی خاتون پر

---

3. The Protection Against Harassment Of Women At The Work Place Act 2010.

4. احمد مختار عبد الحمید عمر، معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ، عالم الکتب، 2008م، بذیل مادہ 1364، حرش, 1/473

Ahmad Mukhtaār Abdul Hamīd,Mujamul lughā Al arbiāh Al muāsirā, ālamul kutub,2008,bzail mādah 1364 harsh,473/1

آوازیں کسنے سے لے کر بااختیار اہل کار کے جبری ہتھکنڈوں تک کی تمام صورتیں شامل ہیں۔ ہراسگی کو علم نفسیات کے تحت بیان کیا جاتا ہے۔ بنیادی طور پر ہراسگی کی دو اقسام ہیں۔

- ہراسگی بلحاظ نیت: جنسی ہراسگی، نسلی ہراسگی، لسانی ہراسگی، مذہبی ہراسگی۔
- ہراسگی بلحاظ عمل: زبانی ہراسگی، تحریری ہراسگی، تصویری ہراسگی، متحرک تصویری ہراسگی، اشاری ہراسگی، جسمانی ہراسگی۔ عملی اعتبار سے اس کی تین اقسام قولی، اشاراتی اور عملی ہیں۔
    - جنسی دباؤ اور آمادگی کے الفاظ کئی طرح کے ہیں . وہ الفاظ جو سکون کے خلاف ہوں یا بے عزتی یا ضرر کے مفہوم کو متلزم ہوں۔ مختلف آوازین نکالنا، اشاراتی گفتگو اور منت ولجاجت کے الفاظ بھی اس میں شامل ہیں۔
    - اشارہ کی مختلف صورتیں ہیں مثلاً گھورنا، آنکھ، ہاتھ، انگلی، منہ ہونٹ یا کندھوں وغیرہ کا اشارہ کرنا یا چہرے کی مختلف بناوٹیں بنانا۔
    - عملی اعتبار سے بھی دباؤ کی متعدد صورتیں ہیں مثلاً تحفہ دینا، ساتھ چلنا، ساتھ بٹھانا، خط لکھنا، پیغام رسانی۔ میسیجنگ، کال کرنا، چھونا، اجتماعی امور میں شامل ہو کر قربت پیدا کرنا۔ جبر واکراہ کرنا، وقفے وقفے سے تھکا دینے والے اعمال بھی شامل ہیں۔

صنعتی انقلاب سے قبل جائے کار پر ہراسگی، اقوام عالم کے لئے کوئی بڑا مسئلہ نہیں تھی کیونکہ اس وقت تک نہ تو بڑے کارخانے تھے نہ ہی بینک اور نہ ہی دیگر بڑے ادارے جہاں مختلف خاندانوں کے مرد و خواتین کام کرتے ہوں۔ چھوٹی صنعتیں یا کارخانے گھریلو سطح پر قائم تھے جہاں ایک ہی خاندان یا قبیلے کے مختلف افراد (مرد وخواتین) باہم مل کر کام کرتے تھے، یہ سب لوگ مل کر گھریلو سطح پر کپڑا بناتے، چمڑے، لوہے، کھجور کے پتے، بانس و دیگر اہم درختوں ونباتات کے علاوہ خوراک سے متعلق مصنوعات بناتے۔ خواتین مردوں کے ساتھ مل کر دیہاتوں میں کام کرتیں، فصلوں کی کٹائی، چنائی، گہائی میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتیں، خواتین تجارت میں بھی مردوں کے ہمراہ شریک ہوتیں، اپنا سرمایہ قابل اعتماد مردوں کو دے کر منافع میں شریک ہوجانے کے علاوہ خاندان کے افراد کے ساتھ تجارتی سفر بھی کرتیں لیکن چونکہ یہ سب لوگ ایک ہی خاندان یا قبیلے کے ہوتے تھے اس لئے مردوں یا عورتوں کو جنسی ہراسگی کے کوئی بڑے مسائل درپیش نہیں تھے۔

دنیا میں صنعتی انقلاب کے بعد بڑے کارخانے، بینک اور دیگر بڑے بڑے ادارے وجود میں آئے جہاں مختلف اقوام کے مرد وخواتین نے ایک ہی جگہ کام کرنا شروع کیا، اس طرح جائے کار پر ہراسگی کے مسائل سامنے آنا شروع ہوئے لیکن جائے کار پر جنسی ہراسگی کے حوالہ سے قوانین نہ ہونے کی وجہ سے ان مسائل کے کوئی پائیدار حل موجود نہیں تھے۔ عصر حاضر میں بھی دنیا کے بیشتر ممالک میں جائے کار پر ہراسگی کے حوالہ سے قوانین موجود نہیں ہیں۔ پاکستان میں پہلی مرتبہ 2010ء میں جائے کار پر جنسی ہراسگی کے حوالہ سے قانون نافذ کیا گیا۔

پاکستان میں جائے کار پر جنسی ہراسگی کے حوالہ سے قوانین کے نفاذ کے بعد کیا حوصلہ افزاء صورت حال ہے اور عوام الناس میں اس حوالہ سے آگہی کے لئے کیا کاوشیں درکار ہیں نیز ان قوانین میں کس طرح بہتری لائی جاسکتی ہے, اس حوالہ سے کیس سٹڈیز، سرویز، دیگر تحقیق اور وفاقی وصوبائی حکومتوں کو توجہ دلانے کی ضرورت ہے۔ مقالہ ہذا میں جائے کار پر جنسی ہراسگی کا مفہوم دائرہ کار اور ہراسگی سے متعلق شرعی اور وضعی قوانین کی روشنی میں نہ صرف اس قبیح فعل کے سماجی اثرات کو بیان کیا گیا ہے بلکہ اسلامی تعلیمات اور عصری قوانین کے تناظر میں اس کا تدارک بھی

پیش کیا گیا ہے۔ ہراسگی اور جائے کار پر ہراسگی دو مختلف موضوعات ہیں مقالہ ہذا کے دائرہ کار میں صرف جائے کار پر ہراسگی سے متعلق مباحث شامل ہیں۔ خواتین کو ہراساں کرنے کے خلاف تحفظ ایکٹ 2010 میں جائے کار کی تعریف بیان کی گئی ہے کہ:

Workplace" means the place of work or the premises where an organization or employer operates and includes building, factory, open area or a larger geographical area where the activities of the organization or of employer are carried out and including any situation that is linked to official work or official activity outside the office.[5]

جائے کار سے مراد کام کرنے کی ایسی جگہ یا احاطہ جہاں کوئی ادارہ یا آجر کام کرتا ہے، اور اس میں عمارت، فیکٹری، کھلا علاقہ یا ایک بڑا جغرافیائی علاقہ شامل ہے جہاں کسی تنظیم یا آجر کی سرگرمیاں انجام دی جاتی ہیں اور اس میں دفتر سے باہر ہر وہ کام یا دفتری سرگرمی بھی شامل ہے جو دفتر سے منسلک ہے۔

مملکت خداداد پاکستان میں جنسی ہراسگی کے خلاف قوانین:

قیام پاکستان کے بعد اس نوزائیدہ مملکت میں قوانین کی عمل داری کے لئے سابق انگریز حکومت کے قوانین بحال رکھے گئے اور عدالتوں نے اپنا کام جاری رکھا، ہراسگی کے حوالہ سے پاکستان پینل کوڈ 1860 میں مختلف سزائیں موجود ہیں۔ 197ء میں اس وقت کے حکمران جنرل ضیاء الحق نے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں شریعت کے نفاذ کے حوالہ سے مختلف آرڈیننس کے ذریعے قوانین کا نفاذ کیا اور اس حوالہ سے حدود آرڈیننس 1979ء کا نفاذ عمل میں آیا۔ جائے کار پر جنسی ہراسگی کے حوالہ سے پہلی مرتبہ 2010ء میں قانون کا نفاذ کیا گیا۔ ان قوانین میں بیان کردہ سزائیں درج ذیل ہیں۔

1. پاکستان پینل کوڈ 1860 کے باب 21، *Defamation* (ہتک عزت) کے سیکشن 500 میں اس کی سزا پانچ سال تک قید اور جرمانہ بیان ہوئی ہے۔[6]
2. پاکستان پینل کوڈ 1860 کے باب 22، *Criminal Intimidation, Insult & Annoyance* کے سیکشن 509 میں ہراسگی کے حوالہ سے ایک سال تک سزا اور جرمانہ بیان ہوئی ہے جو بڑھائی بھی جا سکتی ہے۔[7]
3. زنا یا اس حوالہ سے مجرمانہ حملہ کے کیس میں "حدود آرڈیننس 1979" کے تحت بھی کاروائی ہو سکتی ہے۔
4. *"The Protection Against Harassment Of Women At The Work Place Act 2010"* میں جنسی ہراسگی میں ملوث اہلکار کی معطلی، برخواستگی اور شکایت کنندہ کو ہرجانہ کی سزائیں بیان ہوئی ہیں نیز جنسی ہراسانی کو روکنے کے لیے ضوابط نہ اپنانے والے اداروں اور دفاتر بھی ایک لاکھ روپے تک جرمانہ کی سزا بیان ہوئی ہے۔

آج بھی ہمارے ہاں جو حقوق خواتین کو حاصل ہیں، کسی دوسرے ملک کی عورتیں ان کا خواب ہی دیکھ سکتی ہیں۔ ہمارے ملک میں صنف نازک کی حفاظت کی خاطر مذکورہ بالا ہراسمنٹ ایکٹ 2010 نافذ ہے۔ افسوسناک امر یہ ہے متذکورہ بالا اس ایکٹ میں مردوں کو ہراساں

---

5. The Protection Against Harassment Of Women At The Work Place Act 2010.
6. Pakistan Penal Code 1860, Chapter 21, Section 500.
7. Ibid, Chapter 22, Section 509.

کرنے والیوں کے خلاف کوئی شق شامل نہیں کی گئی، حالانکہ یہ ہراسانی دوطرفہ بھی ہوسکتی ہے۔ پنجاب سیف سٹی اتھارٹی کی جانب سے خواتین کو ہراساں ہونے سے بچانے کے لیے ایک اچھا قدم یہ اٹھایا گیا ہے کہ ایک موبائل ایپ متعارف کروائی گئی ہے جس کے ذریعے خواتین فوری طور پر شکایت متعلقہ ادارے تک پہنچا سکتی ہیں۔ ایسی کسی بھی صورت حال میں بٹن دبانے پر ڈولفن فورس مدد کے لیے پہنچ جاتی ہے، اس سروس کو مزید مؤثر بنانے کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ ہیلپ لائن 1043 پر بھی شکایت کی جاسکتی ہے۔

جائے کار پر جنسی ہراسگی کی اقسام:

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دنیا میں آج عورت گھر سے باہر نکل کر اپنے پسند کے شعبوں میں مستعدی سے فرائض سرانجام دے رہی ہے۔ آج عورت آسمانوں میں جہاز اُڑانے سے لے کر چھوٹے کاروبار تک تقریباً تمام شعبہ ہائے جات میں اپنی اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا رہی ہے۔ لیکن جائے کار یا عوامی مقامات پر خواتین کو نفسیاتی طور پر ہراسگی کا شکار بنانا یا کسی بھی خاتون کی توہین کرنا مثلاً سیٹی بجانا، گانے گانا، تحریری زبانی بداخلاقی کرنا سب جرائم میں شمار ہوتے ہیں بداخلاقی کا شکار ہوتی ہیں۔ انہیں ہراساں کرنے میں دیگر افراد کے علاوہ ان کے رفقاکار بھی شامل ہیں۔ ہماری سماجی روایات اور خصوصاً ہمارے رویوں کے پیش نظر اکثر و بیشتر خواتین اس قسم کے واقعات کی شکایت گھروں یا متعلقہ اداروں میں نہیں کرتیں۔ ان کے خیال میں اول تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور دوم یہ کہ الٹا خاندان کی جانب سے ان پر ہی دباؤ ڈالا جاتا ہے اور انہیں ڈر ہوتا ہے کہ انہیں کام پر یا اسکول کالج جانے سے روک دیا جائے گا۔ جائے کار پر میں جنسی ہراسگی کی درج ذیل تین اقسام پائی جاتی ہیں۔

1. **مردوں** کی جانب سے خواتین کے ساتھ جنسی ہراسگی۔
2. خواتین کی جانب سے مردوں پر جنسی ہراسگی کے جھوٹے دعوے کی دھمکی۔
3. ہم جنس پرستوں کی جنسی ہراسگی۔

جائے کار پر جنسی ہراسگی کی مذکورہ اقسام میں پہلی دو اقسام سے ہی زیادہ سابقہ پیش آتا ہے کیونکہ کسی خاتون یا مرد کے ہراساں ہوجانے کی وجہ سے انسانی نفسیات پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس سے نہ صرف ورکر کا کام متاثر ہوتا ہے بلکہ اس کے اثرات متاثرہ مرد یا خاتون کے ادارہ اور سماج پر بھی پڑتے ہیں۔ ادارے افراد سے بنتے ہیں اور افراد کی اخلاقی گراوٹ سے ملکی اداروں کی بنیادیں کھوکھلی ہوجاتی ہیں۔ افراد اور اداروں کے بگاڑ سے قوموں کا زوال ہوتا ہے۔

جائے کار پر خواتین کی جنسی ہراسگی:

عصر حاضر میں خواتین مردوں کے شانہ بشانہ ملک و قوم کی تعمیر و ترقی کے لئے محنت کر رہی ہیں۔ گزشتہ ادوار میں خواتین چار دیواری تک مقید تھیں اور ان کی ذمہ داری امور خانہ داری تک محدود تھی۔ لیکن اب خواتین امور خانہ داری سے لیکر ہر شعبہ زندگی میں کام کر رہی ہیں اور اعلیٰ عہدوں پر بھی فائز ہیں۔ لیکن دوسری جانب دیکھا جائے تو ملازمت اور کاروبار کرنے والی یہ خواتین جنسی ہراسگی کا بھی شکار ہیں۔ پاکستان اور دیگر ترقی پذیر ممالک میں معاشی جدوجہد میں خواتین کو زیادہ تحفظ حاصل نہیں ہے جس کی وجہ معاشرے کے مختلف طبقات پر مردوں کا اثرورسوخ اور حکمرانی ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان جیسے معاشرے میں خواتین کی زیادہ تر آبادی کو زندگی کے کسی نہ کسی حصہ میں بازار، پبلک پارکس، عوامی جگہوں، دفاتر،

کارخانوں، شاپنگ پلازہ اور دوران سفر ٹرین، بسوں وغیرہ میں نامحرم مردوں کا گھورنا، آوازیں کسنا، اشارے بازی کرنا جیسی جنسی ہراسگی کے تجربات ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ خواتین کو ہراساں کرنے والے مردوں کو اس بات کا پوری طرح علم ہوتا ہے کہ وہ کسی خاتون کو ہراساں اور پریشان کر رہے ہیں لیکن جہالت، تربیت اور اخلاقیات کی کمی کی وجہ سے معاشرے کو ان مسائل کا سامنا ہے۔ جبکہ خواتین بھی ان معاملات میں خاموش رہتی ہیں کیونکہ وہ سمجھتی ہیں کہ اگر وہ ایسے افراد کے خلاف کوئی آواز اٹھائیں گی تو معاشرے میں ان کا وقار خراب ہو گا۔ ان کے اپنے گھر والے ان پر مختلف قسم کی پابندیاں لگادیں گے اور ان کی آزادی نہایت محدود ہو جائے گی۔

جائے کار پر ہونے والی جنسی ہراسگی اور تحقیر کے رویئے کو بھی عام طور پر خواتین خاموشی سے برداشت کر لیتی ہیں، کیونکہ انہیں خود اپنی بدنامی کا ڈر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے زیادہ تر واقعات رجسٹرڈ ہی نہیں ہوتے اور نہ ہی ان کے خلاف کسی قسم کی کاروائی عمل میں آتی ہے۔ اگر کسی واقعہ کی تفتیش ہوتی بھی ہے تو عام طور پر گواہ میسر نہیں آتے کیونکہ زیادہ تر کیسز میں ایسے واقعات تنہائی میں پیش آتے ہیں نیز ادارہ کی انکوائری کمیٹی میں بھی بااثر افراد شامل ہوتے ہیں جو اپنی مرضی سے افہام و تفہیم کرا سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ منیجر، باس اور ساتھی ورکرز کی جانب سے ایسے واقعات روز کا معمول بنتے جا رہے ہیں۔ عام طور پر خواتین اس قسم کے واقعات کو نفسیاتی طور پر قسمت کا لکھا سمجھ کر قبول کر لیتی ہیں اور ان کے خلاف کوئی کاروائی عمل میں نہیں آتی۔

پاکستان میں جائے کار پر ہراسانی کے خلاف تحفظ ایکٹ 2010 میں منظور ہوا، جس کے تحت خواتین کی تکریم کے خلاف کوئی بھی عمل، کوئی نامناسب رویہ، جملہ، اشارہ اور تقاضہ قابل سزا جرم ہیں۔ اس میں یہ وضاحت بھی موجود ہے کہ ہراساں کرنے والے شخص کی طرف سے اپنی اتھارٹی یعنی طاقت کے ناجائز استعمال سے خاتون کو بلیک میل کرنے کی کوشش بھی جرم ہے۔[8]

خواتین کے ساتھ جنسی ہراسگی کی اقسام:

جائے کار پر خواتین کے ساتھ جنسی ہراسگی کی عموماً دو اقسام ہیں۔ ایک باس، منیجر یا سینئر کی جانب سے جنسی ہراسگی اور دوسری ساتھیوں کی جانب سے جنسی ہراسگی۔ عموماً باس اور ادارہ کے دیگر بااختیار افراد کی طرف سے ادارہ میں کام کرنے والی خاتون کو علیحدگی میں چائے کی پیش کش کر دی جاتی ہے، نامناسب اوقات میں فون کال کر کے گپ شپ کی کوشش کی جاتی ہے، نامناسب جملے یا بعض اوقات فحش لطائف سنا دیئے جاتے ہیں یا اشارے کنایوں اور براہ راست جسمانی پیش رفت کا کہا جاتا ہے۔ چونکہ ایسا کرنے والا ادارہ کا بااختیار فرد ہوتا ہے اس لئے خاتون ان سب حالات کو برداشت کر لینا ہی مناسب سمجھتی ہے اور عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اگر اس معاملے کی شکایت درج کرائی جائے تو بھی انکوائری کمیٹی پر باس یا بااختیار فرد کا اثر رسوخ ہو گا اور ساتھی ورکرز بھی اس کیس میں شکایت کنندہ کی بجائے باس یا اس بااختیار شخص کا ساتھ دیں گے۔ یہی وجہ ہے اس قسم کے رجسٹرڈ کیسوں کی تعداد نہایت کم ہے۔

خواتین کے ساتھ جنسی ہراسگی کی دوسری قسم ساتھی ورکرز کی طرف سے جنسی ہراسگی ہے، جس میں کوئی ایک یا ایک سے زائد مرد جائے کار پر ساتھی خاتون کو نفسیاتی طور پر مسلسل پریشان اور ہراساں کرتے ہیں۔ جس کا مقصد اس خاتون سے جسمانی تعلق قائم کرنا ہوتا ہے۔ ایسے کیسوں

---

8. *The Protection Against Harassment Of Women At The Work Place Act 2010.*

میں مختلف خواتین کا رویہ مختلف ہوتا ہے بعض خواتین تو ایسے معاملات میں فوراً ایکشن لیتی ہیں، ایسے معاملے کی نہ صرف شکایت درج کراتی ہیں بلکہ دیگر ورکرز کی ہمدردی حاصل کر کے ہراساں کرنے والے کو خوب بے عزت بھی کرتی ہیں۔ جبکہ کچھ خواتین مسلسل ہراساں اور پریشان ہوتی رہتی ہیں اور مختلف قسم کے Psychological Complexes کا شکار ہونے کی وجہ سے شکایت درج کرانے یا کارروائی سے باز رہتی ہیں۔

مردوں پر جنسی ہراسگی کا الزام یا دھمکی:

جائے کار پر مردوں پر جنسی ہراسگی کے حوالہ سے جھوٹے دعوے ہونا اب ایک عام سی بات ہوگئی ہے۔ تعلیمی اداروں میں یہ ایک سنجیدہ مسئلہ ہے جس کی طرف معاشرہ کے باشعور اور صائب الرائے طبقہ کو بروقت خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے بصورت دیگر اس کے نتائج خوشگوار نہیں ہوں گے۔ یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ بعض خواتین اپنی نسوانیت کو بطور ہتھیار استعمال کرکے مردوں کا استحصال کرتی ہیں جبکہ فریقِ ثانی کو صفائی دینے کا بھی حق نہیں دیا جاتا۔ انسانی تاریخ کے مطالعے سے یہ بات بخوبی ظاہر ہو جاتی ہے کہ ازمنہ قدیم میں بھی عورتیں اپنے مفاد کے حصول کے لیے مردوں پر جنسی ہراسگی کے الزامات لگاتی رہتی تھیں جس کا ثبوت خود قرآن میں بھی موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قَالَتۡ مَا جَزَآءُ مَنۡ أَرَادَ بِأَهۡلِكَ سُوٓءًا إِلَّآ أَن يُسۡجَنَ أَوۡ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔[9]

عدالتوں میں جانا تو دور کی بات ہے شرمندگی سے لوگ منہ چھپاتے ہیں۔

معروف پاکستانی گلوکار علی ظفر اور میشاء شفیع والا معاملہ اگرچہ جائے کار پر جنسی ہراسگی کے زمرے میں نہیں آتا لیکن کسی مرد کی جانب سے ایک خاتون کے خلاف "ایف آئی اے" میں جنسی ہراسگی کا کیس دائر کرانے کا یہ پاکستان کا مشہور واقعہ شمار ہو سکتا ہے۔ 2017 میں سینٹ کے اجلاس میں ایوان کو بتایا گیا کہ وفاقی محتسب کے پاس جائے کار پر ہراساں کیے جانے کے 59 کیسز رپورٹ ہوئے جن میں سے پانچ کیس ایسے تھے جو مرد حضرات نے اپنی ساتھی خواتین کی طرف سے نفسیاتی طور پر ہراساں کیے جانے پر درج کرائے۔

کسی مرد پر جنسی ہراسگی کا جھوٹا دعویٰ یا دعوے کی دھمکی کے کیا نتائج ہو سکتے ہیں اور یہ معاملہ کتنا حساس ہو سکتا ہے، اس ضمن میں ایک معروف واقعہ محمڈن اینگلو اورنٹیل کالج لاہور کے انگریزی کے استاد افضل محمود مرحوم کا ہے جس پر ایک طالبہ نے جنسی ہراسگی کا دعویٰ کیا۔ کالج کی انکوائری کمیٹی نے 8 جولائی 2019ء کو افضل محمود کو اس واقعہ میں بری قرار دیا لیکن باوجود تگ ودو کے موصوف کی بریت کی تحریری رپورٹ جاری نہ ہوئی جس بنا پر میڈیا پر اور ملنے جلنے والوں کی طرف سے شک وشبہ اور خدشات کا اظہار ہوتا رہا یہاں تک کہ افضل محمود نے دلبرداشتہ ہو کر خودکشی کرلی، خودکشی سے ایک روز قبل انہوں نے انکوائری کمیٹی کی سربراہ ڈاکٹر عالیہ کو بریت کی تحریری رپورٹ کے حصول کے لئے ایک لیٹر براہ راست دیا جس میں انہوں نے بریت کی رپورٹ جاری نہ ہونے اور جنسی ہراسگی کا الزام لگانے والی طالبہ کو کالج سے خارج نہ کرنے کے نتیجہ میں خودکشی کی دھمکی بھی دی۔ اس خط کا اقتباس درج ذیل ہے جس سے ان معاملات کی سنگینی کا اندازہ ہو سکتا ہے اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ہر شخص کی نفسیات ایک جیسی نہیں ہوتی بعض لوگ جو حساس طبیعت کے ہوتے ہیں وہ اس طرح کے معاملات کو برداشت کرنے کی سکت نہیں رکھتے۔ انکوائری کمیٹی کی سربراہ ڈاکٹر عالیہ کے نام اس خط میں انہوں نے لکھا:

---

9 یوسف، 25:12 Yoûsuf,12:25

بریت کا تحریری ثبوت نہ ملنے کی وجہ سے وہ شدید نفسیاتی دباؤ کا شکار ہیں جبکہ بریت کا ثبوت نہ ہونے کی بناء پر ہی والدہ شدید ناراض اور اہلیہ گھر چھوڑ کر چلی گئی ہیں۔ انہوں نے درخواست کی کہ انکوائری دوبارہ کی جائے اور کالج انتظامیہ کو حکم دلایا جائے کہ ایک استاد پر جھوٹے الزامات لگانے والی طالبہ کو فوری طور پر خارج کریں۔ انہوں نے لکھا کہ یہ واحد راستہ ہے جس کے ذریعہ وہ الزامات سے بری ہوسکتے ہیں۔ بعد ازاں انہوں نے 9 اکتوبر 2019 کو خودکشی کر لی۔[10]

صرف اس ایک واقعہ سے ہی اس قسم کے واقعات کی حساس نوعیت اور سنگینی کا علم ہو سکتا ہے کہ خواتین کی جانب سے صرف جنسی ہراسگی کے دعوے کی دھمکی ہی کسی شریف مرد کے لئے کس قدر نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔

جنسی ہراسگی کے سماجی اثرات:

تاریخ کے ہر دور میں جنسی ہراسگی کے سماجی اثرات نے نہایت گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔ زن، زر، زمین میں سے جنس کی ہوس کے اس معاملہ کا آغاز ہابیل و قابیل سے ہوا اور قیامت تک جاری رہے گا۔ خواتین کو جانوروں کی طرح چار دیواری میں قید کرنے کا معاملہ ہو یا جانوروں کی طرح زنجیریں باندھ کر رکھنے کی رسم۔ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کرنے جیسے معاملات ہوں یا غیرت کے نام پر بستیوں کی بستیاں اجاڑ دینے کے معاملات۔ بادشاہوں اور حکمرانوں کو نفسیاتی دباؤ کا شکار کرنے کے لئے کسی ایک عورت کی جانب سے جنسی کمزوری کے طعنہ کی وجہ سے سینکڑوں خواتین کا قتل ہو یا حضرت یوسف علیہ السلام جیسے اعلیٰ ترین کردار کے مالکان پر طاقتور خواتین کی جنسی ہراسگی۔ کسی ایک عورت کی پکار پر دنیا کے ایک بڑے خطے پر فوجی حملہ ہو یا پورے کے پورے قبائل اور ریاستوں کے مردوں کو تہہ تیغ کر دینے کے بعد خواتین کو کنیزیں بنا لینے کے واقعات۔ والد کے نام کی جگہ پر سوالیہ نشان کی وجہ سے مرتے دم تک ذہنی، روحانی اور نفسیاتی طور پر ذلیل و خوار ہونے کا معاملہ ہو یا کوڑے کے ڈھیروں پر کتوں کی بھوک مٹانے والے نومولود زندہ بچوں کا معاملہ۔ جائے کار پر جنسی ہراسگی کے ڈر سے لڑکیوں کو مدرسوں اور سکولوں سے کوسوں دور رکھنے کی رسم ہو یا اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود ملازمت کرنے کی اجازت نہ دینے کے معاملات جیسے سنجیدہ موضوعات پر صائب الرائے افراد کو لکھنے اور بولنے کی ضرورت ہے۔

خواتین کی جانب سے جنسی ہراسگی کے سماجی اثرات کے حوالے سے حضرت یوسف علیہ السلام اور مردوں کی جانب سے جنسی ہراسگی کے سماجی اثرات کے حوالہ سے حضرت مریم علیہا السلام کے قصہ میں قرآن حکیم میں اچھوتا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو جنسی ہراسگی کے جھوٹے الزام کی وجہ سے ہی کئی سال قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں اور جب وقت کا حکمران خود انہیں باعزت طور پر رہا کر رہا تھا تو وہ فوری طور پر رہا ہونے کی بجائے پہلے اپنے اوپر لگنے والے جھوٹے الزام کے سماجی اثرات کو دیکھتے ہوئے اس کی تحقیق کی درخواست کرتے ہیں۔ جنسی ہراسگی کے سماجی اثرات کی ہی وجہ سے حضرت مریم علیہا السلام، اللہ تعالیٰ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کی جانب سے تسلی و تشفی اور نظر رحمت کے باوجود سخت گھبراہٹ کا شکار اور بھولی بسری ہونے کی خواہش کرتی ہیں۔ بعد ازاں ان کی سوچ کے عین مطابق سماج میں جس طرح ان کا استقبال کیا جاتا ہے اور اے ہارون کی بہن! کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے اور باپ، ماں اور بھائی کی عزت و شرافت کا حوالہ دے کر نعوذ باللہ ذہنی، نفسیاتی اور روحانی طور پر ذلیل

---

10. www.bbc.com/urdu/pakistan-50243404., Dated:05-11-2019.

کیا جاتا ہے، دوہزار بیس سال گزر جانے کے باوجود آج کا سماج بھی ایسا ہی ہے۔ قرآن کریم ان تاریخی حقائق کو کتنے دلنشین، پُراثر، دلچسپ اور آسان پیرائے میں بیان کرتا ہے اس کے لئے سورہ یوسف اور سورہ مریم کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

عصر حاضر میں جائے کار پر جنسی ہراسگی کے سماجی اثرات کے حوالہ سے دیکھا جائے تو ترقی پذیر ممالک میں بالخصوص خواتین جنسی ہراسگی کے واقعات سے محفوظ رہنے کے لئے ملازمت کرنے سے گریزاں ہیں۔ سماج کے بہت سے طبقات میں ملازمت پیشہ خواتین کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا، خاص طور پر ایئر ہوسٹس، نرس، انجینئر اور مردوں کے ساتھ فیلڈ ورک کرنے والی خواتین کے کردار کو مشکوک سمجھا جاتا ہے۔ جائے کار پر جنسی ہراسگی کے واقعات کی ہی وجہ سے عوام الناس اپنی لڑکیوں کو اعلیٰ تعلیم دلانے سے گریزاں نظر آتے ہیں کیونکہ وہ خواتین کے ملازمت کرنے کے خلاف ہوتے ہیں۔ انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ بدقسمتی سے پاکستان جیسے ممالک میں خواہ کسی انتہائی کم عمر بچی کے ساتھ زنا بالجبر کا معاملہ ہو یا جائے عوام پر جنسی ہراسگی کا معاملہ، عوام الناس کی اکثریت اس میں خاتون یا چھوٹی بچی کو بھی برابر کا شریک سمجھتی ہے۔ ایسے حالات میں جائے کار پر جنسی ہراسگی کے معاملات کو بھی دوطرفہ ہی گردانا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنی عزت بچانے کے ڈر سے جائے کار پر جنسی ہراسگی کے واقعات رپورٹ ہی نہیں ہوتے۔

جنسی ہراسگی کے تدارک میں اسلامی تعلیمات:

زمانہ جاہلیت میں عورت کی حیثیت اسلام سے پہلے عورت کو معاشرے میں جو حیثیت دی جاتی تھی اور جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا، وہ کسی سے مخفی نہیں اور نہ ہی تعریف کا محتاج ہے۔ یہ طبقہ ان طبقات میں سے تھا جو انتہائی مظلوم اور ستم رسیدہ تھا، اُن کو ظلم وستم سے نجات دلانے کی کوئی سعی نہ کی جاتی تھی۔ زمانہ جاہلیت کے لوگوں کے مزاج پر قدغن لگانے کے لیے قرآن حکیم کی مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئی۔

وَلَاتُكْرِهُوْا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّناً لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔[11]

اور اپنی (مملوکہ) لونڈیوں کو زنا کرانے پر مجبور مت کرو (اور بالخصوص) جب وہ پاکدامن رہنا چاہیں محض اس لیے کہ دنیوی زندگی کا کچھ فائدہ (یعنی مال) تم کو حاصل ہو جائے۔

درج بالا قرآنی آیت سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عورت کی حیثیت لوگوں کی نظروں میں کیا تھی اور کیسے افعال پر اس کو مجبور کیا جاتا تھا، صحیح بخاری کی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عورتیں رہن بھی رکھی جاتی تھیں، جیسا کہ محمد بن مسلمہ فرماتے ہیں کہ جب میں کعب بن اشرف کے پاس گیا اور غلہ قرض دینے کی درخواست کی تو اس نے کہا:

فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ: أَنَا، فَأَتَاهُ، فَقَالَ: أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا، وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ، فَقَالَ: ارْهَنُونِي نِسَاءَكُمْ، قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَاءَنَا وَ أَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ۔[12]

---

11 النور، 24:33

Al-Noor, 24:33.

12 البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب قتل کعب الاشرف، حدیث نمبر 2510

اپنی عورتوں کو میرے پاس رہن رکھ دو، انہوں نے کہا: ہم اپنی عورتوں کو آپ کے پاس کس طرح رھن رکھ سکتے ہیں، آپ تو عرب کے حسین ترین آدمی ہیں۔

اس واقعہ سے بھی اندازہ لگایئے کہ عورت کتنی مظلوم تھی اوراس کی عصمت کس قدر پامال کی جاتی تھی۔ ان ہی ظلم آفریں اور ظلم زدہ گھٹاؤں میں جب اسلام کا آفتاب طلوع ہوا تو عورتوں کو ان کے حقوق دیئے گئے اور افراط و تفریط ختم ہوئی اور جس کا جو حق تھا وہ اس کو دیا گیا اور حضور ﷺ نے عورتوں کو ظلم سے نکالنے کی خصوصی جدوجہد فرمائی۔ حجۃ الوداع کے موقع پر جب آپ ﷺ نے آخری خطاب فرمایا، اس وقت بھی اس طرف خاص توجہ دلائی، بلکہ اخیر وقت تک اس سلسلے میں فکر مند رہے۔ اس لیے یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام نے سماج میں عورت کو عزت واحترام کا مقام دیا، اس کو خاندان کی ملکہ بنایا، اس کی مستقل شخصیت کو تسلیم کیا اور پہلا قرآنی مشورہ نسوانی حقوق کے سلسلے میں جس کا اعلان کیا گیا، وہ یہ تھا: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَاۗءً۔[13]

”اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جاندار سے پیدا کیا اور اس جاندار سے اس کا جوڑ پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔“

اسلام میں عفت کا تصور اللہ پاک کے احسانات میں سے ایک عظیم احسان یہ ہے کہ شہوت کے استعمال کا جائز طریقہ نکاح بتایا، تاکہ اس کے ذریعہ شہوت کی آگ کو ٹھنڈا کیا جاسکے اور اس کے شعلوں کو بجھایا جاسکے اور ہر قسم کے نامناسب اور گناہ کے کاموں سے بچا جاسکے، بلاشبہ نکاح سے ہی انسان شہوت کو جائز طریقے سے پورا کر سکتا ہے، جائز طور پر نفسیاتی تسکین حاصل کر سکتا ہے اور عفت جیسی صفت سے متصف ہو سکتا ہے. اس وقت ہمیں بے پردگی نے اس قدر جکڑ لیا ہے کہ ہر وقت بازاروں میں بد نظری کا گناہ جاری ہے، اس لیے ضرورت ہے کہ قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام کیا جائے اور عفت کے تحفظ کے لیے قرآن وسنت کی ہدایات کو مشعلِ راہ بنایا جائے۔ حضرت شعیبؑ کی بیٹیوں کے واقعہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اتنی بات تو صلحاء وشرفاء میں ہمیشہ رہی ہے کہ اجنبی مردوں کے ساتھ عورتوں کا اختلاط نہ ہو کہ جب وہ دو لڑکیاں اپنی بکریوں کو پانی پلانے کے لیے گئیں تو ہجوم کی وجہ سے ایک طرف الگ کھڑی ہو گئیں اور پوچھنے پر وجہ یہی بتائی کہ مردوں کا ہجوم ہے، ہم اپنے جانوروں کو پانی اسی وقت پلائیں گے جب یہ لوگ فارغ ہو کر چلے جائیں گے۔ بے پردہ رہنے کے نقصانات شریعتِ مطہرہ نے خواتین کو باپردہ رہنے کا حکم دیا اور باپردہ زندگی گزارنے سے ہی معاشرہ میں امن وسکون باقی رہتا ہے اور اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور بے پردگی سے جتنے مفاسد اور برائیاں معاشرہ میں جنم لیتی ہیں ان کو شمار میں لانا مشکل ہے۔ عورتوں کا بے پردہ رہنا ہی مردوں کی بد نظری کا باعث بنتا ہے، جس سے گناہوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰؑ نے بھی بد نظری کو مہلک بیماری اور فتنہ بتایا:

Al-Bukhārī, Muhammad bin Ismail, Al-Jame Al-Sahi, Kitabul Maghzī, Bab qatl kab bin Al shraf, Hadīth no.2510

[13] النسأ، 01:04

An Nisā o4:01

"إیاکم والنظرۃَ فإنها تزرع في القلب شهوۃً وکفی بها فتنۃً۔ (اجنبی عورتوں کو) تاک جھانک کرنے سے اپنے کو بچاؤ، اس سے دلوں میں شہوت کا بیج پیدا ہوتا ہے اور فتنہ پیدا ہونے کے لیے یہی کافی ہے۔ اسی طرح حضرت داوؑدؑ نے بھی اپنے بیٹے کو نصیحت فرماتے ہوئے عورتوں سے دور رہنے کی تلقین فرمائی: قال لابنہٖ یابنی! امش خلف الأسد والأسود ولاتمش خلف المرأۃ۔[14] فرمایا: اے بیٹا! شیر اور سانپ کے پیچھے چلے جانا، مگر (اجنبی) عورت کے پیچھے نہ جانا۔"

اسلامی تعلیمات کو پیشِ نظر رکھا جائے تو معاشرے میں ایسے واقعات جنم ہی نہ لیں۔ خواتین باوقار انداز سے رہیں تو کسی مرد کی جرأت نہیں کہ وہ وہ کوئی نازیبا حرکت یا مطالبہ کرے۔ قرآن کریم نے اس مسئلہ کا نفسیاتی علاج بتادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ۔

وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ۔[15]

"جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے پیچھے سے طلب کرو، تمہارے اور ان کے دلوں کے لیے کامل پاکیزگی یہی ہے۔"

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا۔[16]

"اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم پرہیزگاری اختیار کرو تو نرم لہجے سے بات نہ کرو کہ جس کے دل میں روگ ہو وہ کوئی برا خیال کرے اور ہاں قاعدے کے مطابق کلام کرو۔"

اسلام میں نہ صرف خواتین کو تمام تر حقوق عطا کیے گئے ہیں بلکہ صنف نازک کو مردوں کے مقابلہ میں بہت سی رعایات بھی عطا کی گئی ہیں مثال کے طور پر خواتین کو جنگوں میں شرکت اور مردوں کے شانہ بشانہ مسلح جدوجہد کے حوالہ سے رعایت دی گئی، عبادات کے لئے مساجد میں جانے کو مستحسن تو قرار دیا گیا لیکن مردوں کی طرح بغیر عذر کے لازم قرار نہیں دیا گیا۔ سچی گواہی دینے کو مردوں کے لئے واجب قرار دیا گیا لیکن عورتوں کو اس حوالہ سے بھی بعض رعایات دی گئیں۔ اسی طرح معاشی جدوجہد کی ذمہ داری مردوں کو دی گئی اور خواتین کو اس حوالہ سے گھروں سے نکلنے کو بھی لازم قرار نہیں دیا گیا بلکہ یہ معاملہ خاندان اور خواتین کی اپنی صوابدید پر چھوڑا گیا۔ عصر حاضر میں، سادہ طرز زندگی کی بدلتی ہوئی صورت حال، ضروریات و لوازمات زندگی اور مسابقت کے پیشِ نظر خواتین کا معاشی جدوجہد کے لئے جائے کار پر کام کرنا مجبوری کی سی حیثیت

---

14 الغزالی، أبو حامد محمد بن محمد، إحیاء علوم الدین، دار المعرفۃ–بیروت، 3/98

Al Ghazāli, Abu Hāmid Muhammad bin Muhammad,Ahyā ulom ud din ,Dārul mārifā,byrot ,98/3.

15. الاحزاب، 53:33

Al-Ahzāb, 33:53

16. الاحزاب، 23:33

Al-Ahzāb, 33:23

اختیار کر چکا ہے اور دین اسلام میں اس حوالہ سے خواتین پر کوئی قدغن نہیں لگائی گئی بلکہ بہت سے حقوق عطا کئے ہیں۔ دین اسلام میں خواتین کے حقوق کے حوالہ سے ایک مختصر جائزہ درج ذیل ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا نازل کردہ پورا قرآن نور، ہدایت اور انسانوں کے لئے دستور حیات ہے۔ جنسی ہراسگی کی روک تھام کے حوالے سے سورہ نور اور سورۃ احزاب میں موجود احکامات قیامت تک کے انسانوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔ سورہ نور کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

سُورَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَ اَنْزَلْنَا فِيهآ آياتٍ بَيِّنٰتٍ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ۔[17]

"یہ ایک سورۃ ہے جسے ہم نے اتارا ہے اور ہم نے اس (کے احکام) کو فرض کر دیا ہے اور ہم نے اس میں واضح آیات نازل فرمائی ہیں تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔"

پوری سورہ نور تربیت انسانی کے لئے نہایت اہم ہے۔ ہر شخص کو نہ صرف اس سورہ مبارکہ کا بار بار مطالعہ کرتے رہنا چاہیئے بلکہ اپنی اولاد کو بھی اس سورۃ کے احکامات سکھانے چاہئیں۔ ذیل میں اس سورۃ مبارکہ کی صرف تین آیات دی جارہی ہیں جو مردوں اور عورتوں کی جنسی ہراسگی کی روک تھام کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔

- قُلْ لِلْمُوْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ، ذَالِكَ اَزْكٰى لَهُمْ۔[18]

"آپ مومن مردوں سے فرمادیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں، یہ ان کے لئے بڑی پاکیزہ بات ہے۔"

- وَقُلْ لِلْمُوْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُجَهُنَّ وَلاَ يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اَلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ آبَآءِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِىْ اَخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِى اَخْوَاتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التَّبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِى الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِالطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّساءِ، وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمِ مِا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ، وَ تُوبُوْا اِلَى اللهِ جَمِيْعاً اَيُّهَ الْمُومِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفلِحُونَ۔[19]

"اور آپ مومن عورتوں سے فرمادیں کہ وہ (بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش وزیبائش کو ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے جو اس میں سے خود ظاہر ہوتا ہے اور وہ اپنے سروں پر اوڑھے ہوئے دوپٹے (چادریں) اپنے گریبانوں اور سینوں پر (بھی) ڈالے رہا کریں اور وہ اپنے بناؤ سنگھار کو (کسی پر) ظاہر نہ کیا

---

17. النور، 01:24

Al-Noor, 24:01.

18. النور، 30:24

Al-Noor, 24:30.

19. النور، 31:24

Al-Noor, 24:31.

کریں سوائے اپنے شوہروں کے یا اپنے باپ دادا یا اپنے شوہروں کے باپ دادا کے یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجوں یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی (ہم مذہب مسلمان) عورتوں یا اپنی مملوکہ باندیوں کے یا مردوں میں سے وہ خدمت گار جو خواہش و شہوت سے خالی ہوں یا وہ بچے جو (کم سنی کے باعث ابھی) عورتوں کی پردہ والی چیزوں سے آگاہ نہیں ہوئے (یہ بھی مستثنیٰ ہیں) اور نہ (چلتے ہوئے) اپنے پاؤں (زمین پر اس طرح) مارا کریں کہ (پیروں کی جھنکار سے) ان کا وہ سنگھار معلوم ہو جائے جسے وہ (حکمِ شریعت سے) پوشیدہ کئے ہوئے ہیں، اور تم سب کے سب اللہ کے حضور توبہ کرو اے مومنو! تاکہ تم (ان احکام پر عمل پیرا ہو کر) فلاح پا جاؤ۔"

- وَالقَواعِدُ مِنَ النِّساءِ الّٰتِیْ لا یَرجُونَ نِکاحاً فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُناحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِینَةٍ،وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ، وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔[20]

"اور وہ بوڑھی خانہ نشین عورتیں جنہیں نکاح کی خواہش نہیں رہی، ان پر اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے زائد کپڑے اتار لیں بشرطیکہ وہ اپنی آرائش کو ظاہر کرنے والی نہ بنیں، اور اگر وہ پرہیز گاری اختیار کریں تو ان کے لئے بہتر ہے، اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والا جاننے والا ہے۔"

سورہ احزاب میں امہات المومنین کے وسیلہ سے خواتین کے لئے ہراسگی سے بچنے کے لئے نہایت اہم نسخہ موجود ہے۔

- یَا نِسَاءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّساءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلاَ تَخْضَعْنَ بِالقَولِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهِ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلاً مَّعْرُوفا۔[21]

"اے ازواجِ پیغمبر! تم عورتوں میں سے کسی ایک کی بھی مثل نہیں ہو، اگر تم پرہیز گار رہنا چاہتی ہو تو (مردوں سے حسب ضرورت) بات کرنے میں نرم لہجہ اختیار نہ کرنا کہ جس کے دل میں (نفاق کی) بیماری ہے (کہیں) وہ لالچ کرنے لگے اور (ہمیشہ) شک اور لچک سے محفوظ بات کرنا۔"

مفسرین کرام نے مذکورہ آیت کی تفسیر کے ذیل میں لکھا ہے کہ عورتوں کے لئے اس آیت میں یہ ہدایت موجود ہے کہ مردوں سے نرم لہجہ میں بات نہ کریں کہ اجنبی یا ضعیف الایمان شخص کا خاتون کی جانب نفسیاتی و قلبی میلان نہ ہو۔ قرآن کریم کی درج بالا آیات کے مطالعہ سے علم ہوتا ہے کہ اس دستور حیات (قرآن کریم) میں مردوں اور خواتین کو جنسی ہراسگی سے محفوظ رہنے کے نہاہت عمدہ، عالمگیر اور قیامت تک کے لئے رہنما اصول بیان کر دیئے گئے ہیں۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

1. مندرجہ بالا آیات میں مردو اور خواتین کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے کہ جنسی ہراسگی کے تمام معاملات خواہ وہ جائے کار *(Work Palace)* پر پیش آتے ہوں یا جائے عام *(Public Palace)* پر، ہمیشہ اس کا آغاز نظروں سے ہی ہوتا

---

20. الیضاً،60:24

ibid ,24:60.

21. الاحزاب،32:33 Al-Ahzāb 33:32.

ہے۔ قرآن کریم کے اس حکم پر ہر مسلمان، علماء، خطیب انفرادی طور پر بھی عمل کرسکتے ہیں اور اس کی تبلیغ و اشاعت بھی کرسکتے ہیں اور اسلامی ممالک سمیت دنیا کے بیشتر ممالک میں اس حکم کی تبلیغ واشاعت میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔

2. مرد وخواتین کو شرم گاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جس کے لئے ضروری ہے کہ جنس مخالف کی جانب نفسیاتی و قلبی رحجان ومیلان، گپ شپ اور عشق ومحبت کے معاملات کو چھوڑ دیا جائے اور جائے کار پر اپنے کام سے کام رکھا جائے۔ اس حکم پر عمل کرنے میں بھی دنیا کے بیشتر ممالک میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔

3. مندرجہ بالا آیات سے یہ نتیجہ بھی اخذ ہوتا ہے کہ جائے کار پر جنسی ہراسگی سے محفوظ رہنے کے لئے خواتین کو زیب وزینت اور بے پردگی سے پرہیز کرنا چاہیئے اور سادگی اپنانی چاہیئے۔

4. خواتین کے لئے ضعیف الایمان اشخاص کی نظروں اور نفسیاتی و قلبی میلان سے محفوظ رہنے کے لئے یہ عالمگیر اصول بھی بیان ہوا ہے کہ نامحرم سے گفتگو کرتے ہوئے میٹھا، نرم اور دل نشین لہجہ نہ اپنایا جائے اور ناز ونخرہ کے لہجے میں گفتگو نہ کی جائے بلکہ سادگی کو اپنایا جائے۔

جنسی ہراسگی کا تدارک تعلیماتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں:

فقہ اسلامی میں قرآن حکیم کے بعد سب سے اہم درجہ احادیث کا ہے۔ احادیث رسول ﷺ میں جنسی ہراسگی کی روک تھام کے حوالہ سے متعدد احادیث موجود ہیں۔ جن میں سے بطور مثال صرف دو معروف احادیث درج ہیں۔

- عَنْ النُّعمَان بْنِ بَشِيرٍ يَقُولُ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، يَقُولُ، اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُها كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الْمُشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَالِدِينِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمىَ يُوشِكُ اَنْ يُو اقِعَهُ، اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمىً، اَلَا اِنَّ حِمَى اللهِ فِي اَرْضِهِ مَحَارِمُهُ، اَلَا وَاِنَّ فِي الجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتَ صَلَحَ الجَسَدُ كُلُّهُ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ۔[22]

"حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ سے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے حلال کھلا ہوا ہے اور حرام بھی کھلا ہوا ہے اور ان دونوں کے درمیان بعض چیزیں شبہ کی ہیں جن کو بہت لوگ نہیں جانتے (کہ حلال ہیں یا حرام) پھر جو کوئی شبہ کی چیزوں میں پڑ گیا، اس کی مثال اس چرواہے کی ہے جو (شاہی محفوظ) چراگاہ کے آس پاس اپنے جانوروں کو چروائے۔ وہ قریب ہے کہ کبھی اس چراگاہ کے اندر گھس جائے (اور شاہی مجرم قرار پائے) سن لو! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے۔ اللہ کی چراگاہ اس کی زمین پر حرام چیزیں ہیں۔ (پس ان سے بچو اور) سن لو، بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو گا سارا بدن درست ہو گا اور جہاں بگڑا سارا بدن بگڑ گیا۔ سن لو وہ ٹکڑا آدمی کا دل ہے۔"

---

22. البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب الحلال بین والحرام بین، حدیث نمبر 52۔

Al-Bukhārī, Muhammad bin Ismail, Al-Jame Al-Sahi, KitabulEman, Bab AlhalalBaīyenunwal Haram Baīyenun, Hadīth no.52.

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

- لِكُلِّ ابْنِ آدَمَ حَظُّهُ مِنَ الزِّنَابِهَذِهِ الْقِصَّةِ،قَالَ، وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ فَزِنَاهُمَا الْبَطْشُ، وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ فَزِنَا هُمَا الْمَشْىُ، وَالْفَمُ يَزْنِي فَزِنَاهُ الْقُبَلُ۔[23]

"ہر انسان کے لئے زنا کا حصہ متعین ہے، ہاتھ زنا کرتے ہیں، ان کا زنا پکڑنا ہے، پیر زنا کرتے ہیں، ان کا زنا چلنا ہے، اور منہ زنا کرتا ہے اس کا زنا بوسہ لینا ہے۔"

مندرجہ بالا احادیث سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ تشابہات سے اجتناب کرتے ہوئے مرد و خواتین کو ایسے رویے سے پرہیز کرنا چاہیئے جو جنسی ہراسگی جیسے انجام تک لے جائے۔ مثال کے طور مرد و خواتین جائے کار پر نامحرموں کے ساتھ گھل مل کر بیٹھ کر ہنسی مذاق کرتے ہیں یا مرد و خواتین بجائے اشارے سے سلام کرنے کے ہاتھ ملالیتے ہیں، یا ہنسی مذاق کی کسی بات پر نامحرم کے ہاتھ، سر یا کندھے کو چھولیتے ہیں یا نامحرم ایک دوسرے کے لباس، چال ڈھال یا رویہ کی تعریف کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ تو کوئی گناہ کبیرہ نہیں ہے لیکن یہ ان سب معاملات کا انجام جنسی ہراسگی تک لے جاتا ہے۔ اس لئے جائے کار پر کسی بھی ناگفتہ با صورت حال سے بچنے کے لئے سادگی اور سنجیدگی کا رویہ اپنانا چاہئے۔

عصر حاضر کے انسانی معاشروں میں زنا بالجبر اور جنسی ہراسگی کے تاریخی شواہد:

اقوام متحدہ کے زیر اہتمام 2019ء میں شائع کردہ زنا بالجبر کے واقعات کے حوالہ سے دنیا بھر کی سروے رپورٹ میں پہلے چالیس ممالک کی رپورٹ درج ذیل ہے۔[24] پہلے چالیس ممالک کی درج ذیل سروے رپورٹ میں یورپ اور مشرقی یورپ سمیت دنیا کے کسی بھی خطے کا کوئی ایک بھی مسلم اکثریتی ملک شامل نہیں ہے، اس کے باوجود عالمی برادری میں حقوق نسواں اور جنسی ہراسگی کے حوالے سے سب سے زیادہ مسلمان ممالک ہی مطعون ہیں۔ سروے رپورٹ میں زنا بالجبر کے واقعات کو فی ایک لاکھ خواتین کی شرح سے ظاہر کیا گیا ہے۔

1۔ساؤتھ افریقہ	132.40(فی لاکھ)	2۔بوٹسوانہ	92.20 (فی لاکھ)
3۔لیسوتھو	82.70(فی لاکھ)	4۔ایسواٹینی	77.50(فی لاکھ)
5۔برمودا	67.30(فی لاکھ)	6۔سویڈن	63.50(فی لاکھ)
7۔سوری نام	45.20(فی لاکھ)	8۔کوسٹاریکا	36.70(فی لاکھ)
9۔نکاراگوا	31.60(فی لاکھ)	10۔گریناڈا	30.60(فی لاکھ)
11۔آسٹریلیا	28.60(فی لاکھ)	12۔سینٹ کٹس	28.60(فی لاکھ)
13۔نیوس	28.60(فی لاکھ)	14۔بیلجیئم	27.90(فی لاکھ)
15۔یوایس(امریکہ)	27.30 (فی لاکھ)	16۔بولیویا	26.10(فی لاکھ)

23. ابوداود، سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب النکاح، باب لکل ابن ادم، حدیث نمبر 2153

Abu Dāud, Sulemān bin Ashāt, Al-Sunan, KitabunNikāh, Bab LiKulleIbne Adam…., Hadith No.2153.

24. www.worldpopulationreview.com

17۔نیوزی لینڈ	25.80(فی لاکھ)	18۔زمباوے	25.60(فی لاکھ)
19۔سینٹ ونسینٹ	25.60(فی لاکھ)	20۔گریناڈینس	25.60 (فی لاکھ)
21۔بارباڈوس	24.90(فی لاکھ)	22۔آئس لینڈ	24.70(فی لاکھ)
23۔جمائکا	24.40 (فی لاکھ)	24۔پیرو	23.50 (فی لاکھ)
25۔بہاماس	22.70(فی لاکھ)	26۔ناروے	19.20(فی لاکھ)
27۔ٹرینیڈاڈ	18.50(فی لاکھ)	28۔ٹوباگو	18.50(فی لاکھ)
29۔اسرائیل	17.60(فی لاکھ)	30۔فرانس	16.20(فی لاکھ)
31۔گیانا	15.50(فی لاکھ)	32۔فن لینڈ	15.20(فی لاکھ)
33۔ساؤتھ کوریا	13.50(فی لاکھ)	34۔چلی	13.30(فی لاکھ)
35۔میکسیکو	13.20(فی لاکھ)	36۔منگولیا	12.40(فی لاکھ)
37۔لکسمبرگ	11.90(فی لاکھ)	38۔ایل سلویڈر	11.00(فی لاکھ)
39۔سولومون	11.00(فی لاکھ)	40۔ایکواڈور	10.90(فی لاکھ)

مندرجہ بالا اقوام متحدہ کے زیر اہتمام 2019ء میں شائع کردہ زنا بالجبر کے واقعات کے حوالہ سے سروے رپورٹ ہے۔ جائے کار میں مرد و خواتین کی جنسی ہراسگی کے حوالہ سے اعداد و شمار کا جائزہ لیا جائے تو مختلف سرویز کے مطابق ہر چار میں سے ایک خاتون کو زبانی، تصویری یا عملی جنسی ہراسگی کا سامنا ہوتا ہے، جبکہ ہر دس میں سے ایک مرد کو اپنے ساتھی ہم جنس پرستی کا رجحان رکھنے والے مردوں یا خواتین کی جانب سے جنسی ہراسگی کی دھمکی کی صورت میں زبانی، اشاری یا عملی جنسی ہراسگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ دنیا بھر میں اس حوالہ سے سب سے زیادہ میڈیا انڈسٹری کے مرد و خواتین نے مقدمات رجسٹر کرائے۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ مندرجہ بالا یا مندرجہ ذیل تمام رپورٹس دنیا بھر کے 193 ممالک کے پیش نظر مرتب کی گئی ہیں جبکہ ہر ملک اور ریاست کے اپنے داخلی معروضی اور زمینی حقائق دوسروں سے مختلف ہوتے ہیں جو دوسری ریاستوں سے قطعاً مختلف ہوسکتے ہیں جیسا کہ پاکستان اور انڈیا دنیا کے ایک ہی خطے میں ہونے کے باوجود الگ الگ زمینی حقائق رکھتے ہیں۔

ذیل میں جائے کار میں جنسی ہراسگی کے حوالہ سے مرد و خواتین کے رجسٹرڈ کیسز کے حوالہ سے رپورٹ شامل کی گئی ہے[25] جس میں اس حوالے سے ان ممالک کو ظاہر کیا گیا ہے جہاں اس حوالے سے رجسٹرڈ کیسز کی تعداد قابل ذکر ہے۔ درج ذیل ممالک کے علاوہ باقی ممالک میں یا تو جائے کار پر ہراسمنٹ کے حوالے سے قوانین ہی موجود نہیں ہیں یا وہاں رجسٹرڈ کیسز کی تعداد قابل ذکر نہیں ہے۔ اس رپورٹ میں ترکی کے سوا کوئی بھی مسلم اکثریتی ملک شامل نہیں ہے۔

1۔ترکی	2۔انڈیا

---

[25]. www.statista.com/chart/amp/13170/where-sexual-harassment-is-seen-as-the- biggest-issue, Dated:18,03,2018.

3۔ میکسیکو	4۔ برازیل
4۔ سپین	5۔ فرانس
6۔ یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ	7۔ اٹلی
8۔ آسٹریلیا	9۔ چائنہ
10۔ ساؤتھ کوریا	11۔ جرمنی
12۔ برطانیہ	13۔ جاپان
14۔ رشیا(روس)	

جنسی ہراسگی کے معاملے پر ترقی یافتہ ممالک کا ترقی پذیر ممالک کے ساتھ دہرا رویہ:

اعداد و شمار کے جائزہ سے علم ہوتا ہے کہ جنسی ہراسگی کے سب سے زیادہ واقعات غیر مسلم ممالک میں ہوتے ہیں جبکہ اسلامی ممالک اور خاص طور پر جن مسلم ممالک میں حدود و تعزیرات کے قوانین لاگو ہیں وہاں ایسے واقعات کی شرح انتہائی کم یا نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس کے باوجود عالمی برادری مسلم ممالک کے ساتھ دہرا رویہ رکھتی ہے۔ پاکستان میں جب بھی اس طرح کا واقعہ میڈیا کی زینت بنتا ہے تو اسلام اور مسلم ملک کے کلچر اور اسلامی قوانین کو دل بھر کر بدنام کیا جاتا ہے لیکن جب غیر مسلم ممالک کے ایسے واقعات کی میڈیا پر بھرمار ہوتی ہے تو اسے افراد کا انفرادی فعل گردانا جاتا ہے اور کسی مذہب یا ملک پر کوئی کیچڑ نہیں اچھالی جاتی۔

پاکستان میں وقوع پذیر ہونے والے ایسے بہت سے واقعات کو بطور مثال بیان کیا جاسکتا ہے جن میں جب کسی خاتون کے حقوق پامال ہوئے اور وہ کیس میڈیا میں آیا تو یورپ اور امریکہ کا میڈیا سرگرم ہوا اور اس حوالہ سے اسلامی قوانین اور اسلامی کلچر کا مذاق اڑایا گیا، پاکستان کے معاشرے کو طنز و تشنیع کا نشانہ بنایا گیا۔ اس ضمن میں عالمی شہرت پاجانے والے معاملات میں مختاراں مائی کیس اور ملالہ یوسفزئی کے کیس کو بطور مثال بیان کیا جاسکتا ہے۔ جب بھی کوئی اس طرح کا واقعہ میڈیا کی زینت بنتا ہے تو ملک بھر میں خواتین کے حقوق کے لئے بہت سی این جی اوز فعال ہو جاتی ہیں جس کے اچھے نتائج کے ساتھ برے نتائج بھی سامنے آتے ہیں۔ میرا تھن ریس اور میرا جسم میری مرضی جیسی تحریکیں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اسلامی معاشرے کے لئے ایک بدنما داغ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

جائے کار پر جنسی ہراسگی کے تدارک کے لئے عالمی تجاویز:

عالمی سطح پر مختلف این جی اوز اور حکومتوں کی جانب سے بھی جائے کار پر جنسی ہراسگی سے محفوظ رہنے کے لئے نہ صرف تجاویز دی جاتی ہیں بلکہ مختلف ٹریننگز کا بھی اہتمام ہوتا ہے جن میں جنسی ہراسگی سے محفوظ رہنے کے لئے شکایت درج کرانے کے طریقہ کار بھی بتائے جاتے ہیں اور ایسے مواقع پر مختلف این جی اوز سے مدد حاصل کرنے کے طریقہ کار پر بھی روشنی ڈالی جاتی ہے۔ ذیل میں جنسی ہراسگی سے محفوظ رہنے کے لئے عام طور پر دی جانے والی تجاویز میں سے چند اہم تجاویز درج کی جارہی ہیں۔

1. ایسے لباس اور رویہ سے گریز کیا جائے جس سے کسی کی شخصیت دوسروں کے لئے موضوع بحث بن جائے۔

2. مرد و زن ایک دوسرے سے عزت، وقار اور سنجیدگی سے پیش آئیں۔

3. جب کوئی محسوس کرے کہ کوئی اسے ہراس کر رہا ہے تو خاموش رہنے کی بجائے آواز بلند کی جائے۔

4. مجالس بالخصوص مخلوط مجالس میں جنسی موضوعات پر ہنسی مذاق سے اجتناب کیا جائے۔

5. مجالس میں ازواجی تعلقات کے بارے میں گفتگو یا شکایات سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

6. دوسروں کے ازواجی تعلقات اور غیر قانونی جنسی تعلقات کے حوالہ سے گفتگو سے گریز کیا جائے۔

7. جنسی ہراسگی کی صورت میں فوراً تحریری شکایت درج کروانی چاہیئے۔

8. جائے کار کے حالات کے حوالہ سے اپنی فیملی کو آگاہ اور اعتماد میں رکھنا چاہیئے۔

9. جائے کار پر ایسا ماحول ہونا چاہیئے کہ دفتر میں جنس مخالف کے افراد کو تنہائی میسر نہ آئے۔

10. کام کے حوالے سے مختلف قسم کی غیر قانونی رعایتیں حاصل کرنے سے پرہیز کیا جانا چاہیئے۔

خلاصہ بحث:

جنسی ہراسگی ایک نہایت اہم نفسیاتی اور معاشرتی مسئلہ ہے۔ عصر حاضر میں جنسی ہراسگی کی تین اقسام پائی جاتی ہیں۔ مردوں کی جانب سے خواتین کے ساتھ جنسی ہراسگی۔ خواتین کی جانب سے مردوں پر جنسی ہراسگی کے جھوٹے دعوے یا دعوے کی دھمکی۔ ہم جنس پرستوں کی جنسی ہراسگی۔ عصر حاضر میں خواتین مردوں کے شانہ بشانہ ملک و قوم کی تعمیر و ترقی کے لئے محنت کر رہی ہیں۔ گزشتہ ادوار میں خواتین چار دیواری تک مقید تھیں اور ان کی ذمہ داری امور خانہ داری تک محدود تھی۔ لیکن اب امور خانہ داری کے ساتھ خواتین ملازمت اور کاروبار بھی کرتی ہیں۔ خواتین دنیا بھر میں اعلیٰ عہدوں پر بھی فائز ہیں۔ پاکستان اور دیگر ترقی پذیر ممالک میں معاشی جدوجہد میں خواتین کو زیادہ تحفظ حاصل نہیں ہے۔ پاکستان میں جائے کار پر ہراسانی کے خلاف تحفظ ایکٹ 2010 میں منظور ہوا، جس کے تحت خواتین کی تکریم کے خلاف کوئی بھی عمل، کوئی نامناسب بات، جملہ، اشارہ اور تقاضے (فرمائشیں) قابل سزا جرم ہیں۔ اس میں یہ وضاحت بھی موجود ہے کہ ہراساں کرنے والے شخص کی طرف سے اپنی اتھارٹی یعنی طاقت کے ناجائز استعمال سے خاتون کو بلیک میل کرنے کی کوشش بھی جرم ہے۔

جائے کار پر خواتین کے ساتھ جنسی ہراسگی کی عموماً دو اقسام ہیں۔ ایک باس، منیجر یا سینئر کی جانب سے جنسی ہراسگی اور دوسری ساتھیوں کی جانب سے جنسی ہراسگی۔ عموماً باس اور ادارہ کے دیگر با اختیار کی طرف سے ادارہ میں کام کرنے والی خاتون کو علیحدگی میں چائے کی پیش کش کر دی جاتی ہے، نامناسب اوقات میں فون کال کر کے گپ شپ کی کوشش کی جاتی ہے، نامناسب جملے یا بعض اوقات فحش لطائف سنا دیئے جاتے ہیں یا اشارے کنایوں اور براہ راست جسمانی پیش رفت کا کہا جاتا ہے۔ چونکہ ایسا کرنے والا ادارہ کا با اختیار فرد ہوتا ہے اس لئے خاتون ان سب حالات کو برداشت کر لینا ہی مناسب سمجھتی ہے اور عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اگر اس معاملے کی شکایت درج کرائی جائے تو بھی انکوائری کمیٹی پر باس یا با اختیار فرد کا اثر رسوخ ہو گا اور ساتھی ورکرز بھی اس کیس میں شکایت کنندہ کی بجائے باس یا اس با اختیار شخص کا ساتھ دیں گے۔ یہی وجہ ہے اس قسم کے رجسٹرڈ مقدمات کی تعداد نہایت کم ہے۔

خواتین کے ساتھ جنسی ہراسگی کی دوسری قسم ساتھی ورکرز کی طرف سے جنسی ہراسگی ہے، جس میں کوئی ایک یا ایک سے زائد مرد جائے کار پر ساتھی خاتون کو نفسیاتی طور پر مسلسل پریشان اور ہراساں کرتے ہیں۔ جس کا مقصد اس خاتون سے جسمانی تعلق قائم کرنا ہوتا ہے۔ ایسے کیسوں میں مختلف خواتین کا رویہ مختلف ہوتا ہے بعض خواتین تو ایسے معاملات میں فوراً ایکشن لیتی ہیں، ایسے معاملے کی نہ صرف شکایت درج کراتی ہیں بلکہ دیگر ورکرز کی ہمدردی حاصل کر کے ہراساں کرنے والے کو خوب بے عزتی بھی کرتی ہیں۔ جبکہ کچھ خواتین مسلسل ہراساں اور پریشان ہوتی رہتی ہیں اور مختلف قسم کے *Psychological Complexes* کا شکار ہونے کی وجہ سے شکایت درج کرانے یا کوئی ایکشن لینے سے باز رہتی ہیں۔

جائے کار پر مردوں پر جنسی ہراسگی کے حوالہ سے جھوٹے دعوے ہونا اب ایک عام سی بات ہوگئی ہے 2017 میں سینٹ کے اجلاس میں ایوان کو بتایا گیا کہ وفاقی محتسب کے پاس جائے کار پر ہراساں کیے جانے کے 59 کیسز رپورٹ ہوئے جن میں سے پانچ کیس ایسے تھے جو مرد حضرات نے اپنی ساتھی خواتین کی طرف سے نفسیاتی طور پر ہراساں کیے جانے پر درج کرائے۔ جائے کار پر جنسی ہراسگی کے سماجی اثرات کے حوالہ سے دیکھا جائے تو ترقی پذیر ممالک میں بالخصوص خواتین جنسی ہراسگی کے واقعات سے محفوظ رہنے کے لئے ملازمت کرنے سے گریزاں ہیں۔ سماج کے بہت سے طبقات میں ملازمت پیشہ خواتین کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا، خاص طور پر ایئر ہوسٹس، نرس، انجینئر اور مردوں کے ساتھ فیلڈ ورک کرنے والی خواتین کے کردار کو مشکوک سمجھا جاتا ہے۔ جائے کار پر جنسی ہراسگی کے واقعات کی ہی وجہ سے عوام الناس اپنی لڑکیوں کو اعلیٰ تعلیم دلانے سے گریزاں نظر آتے ہیں کیونکہ وہ خواتین کے ملازمت کرنے کے خلاف ہوتے ہیں۔ انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ بدقسمتی سے پاکستان جیسے ممالک میں خواہ کسی انتہائی کم عمر بچی کے ساتھ زنا بالجبر کا معاملہ ہو یا جائے عوام پر جنسی ہراسگی کا معاملہ، عوام الناس کی اکثریت اس میں خاتون یا چھوٹی بچی کو بھی برابر کا شریک سمجھتی ہے۔ ایسے حالات میں جائے کار پر جنسی ہراسگی کے معاملات کو بھی دوطرفہ ہی گردانا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنی عزت بچانے کے ڈر سے جائے کار پر جنسی ہراسگی کے واقعات رپورٹ ہی نہیں ہوتے۔

اعداد و شمار کے جائزہ سے علم ہوتا ہے کہ زنا بالجبر اور جنسی ہراسانی کے سب سے زیادہ واقعات غیر مسلم ممالک میں ہوتے ہیں جبکہ اسلامی ممالک اور خاص طور پر جن مسلم ممالک میں حدود و تعزیرات کے قوانین لاگو ہیں وہاں ایسے واقعات کی شرح انتہائی کم یا نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس کے باوجود عالمی برادری مسلم ممالک کے ساتھ دہرا رویہ رکھتی ہے۔ پاکستان میں جب بھی اس طرح کا واقعہ میڈیا کی زینت بنتا ہے تو اسلام اور مسلم ملک کے کلچر اور اسلامی قوانین کو دل بھر کر بدنام کیا جاتا ہے لیکن جب غیر مسلم ممالک کے ایسے واقعات کی میڈیا پر بھرمار ہوتی ہے تو اسے افراد کا انفرادی فعل گردانا جاتا ہے اور کسی مذہب یا ملک پر کوئی کیچڑ نہیں اچھالی جاتی۔

تجاویز و سفارشات:

1. قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ جائے کار **(*Work Palace*)** یا جائے عوام **(*Public Palace*)** پر جنسی ہراسگی جیسے معاملات سے بچنے کے لئے مرد و خواتین کو نگاہیں نیچی رکھنے، تشابہات سے بچنے اور نامحرموں سے گھلنے ملنے اور ہنسی مذاق نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ نیز خواتین کو زیب و زینت اختیار نہ کرنے اور نامحرموں سے نرم و میٹھا لہجہ نہ اپنانے کے بھی

احکامات دیئے گئے ہیں۔ قرآن کریم کے ان احکامات پر ہر مسلمان، علماء، خطیب انفرادی طور پر بھی عمل کرسکتے ہیں اور اس کی تبلیغ و اشاعت بھی کرسکتے ہیں اور اسلامی ممالک سمیت دنیا کے بیشتر ممالک میں ان احکامات کی تبلیغ واشاعت میں کوئی امر مانع نہیں ہے۔

2. جنسی ہراسگی کے اعداد و شمار کے جائزے سے علم ہوتا ہے کہ وہ مسلم ممالک جہاں حدود و تعزیرات کے قوانین پر عمل درآمد ہو رہا ہے وہاں ایسے واقعات کا تناسب نہ ہونے کے برابر ہے اور ایسے ترقی یافتہ ممالک جہاں قانون کی عمل داری اور انسانی حقوق کے حوالے سے سخت قوانین نافذ ہیں اور قوانین پر عمل درآمد کرانے والے ادارے مضبوط ہیں وہاں بھی جنسی ہراسگی جیسے واقعات کی شرح نہایت کم ہے۔ لہٰذا یہ حکومت اور اعلیٰ اداروں کا فرض ہے کہ حدود و تعزیرات کے موجود قوانین کے عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔ اسی حوالے سے درج ذیل تجویز بھی نہایت قابل غور ہے۔

3. وزارت خارجہ اور انٹیلی جنس ایجنسیاں کسی بھی ریاست کے لئے آنکھوں اور کانوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ عصر حاضر میں چونکہ کوئی بھی ملک اندرونی اور بیرونی طور پر کوئی بھی ایسی پالیسی نہیں بنا سکتا جو اسے عالمی طور پر تنہا کردے۔ یہی وجہ ہے کہ وزارت خارجہ اور انٹیلی جنس ایجنسیوں کی اہمیت کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ کسی بھی ملک کا دفاع، خارجہ پالیسی، ڈپلومیسی اور ملک کے اندر قوانین کے نفاذ کے حوالہ سے انٹیلی جنس ایجنسیوں اور وزارت خارجہ کی رپورٹس پر انحصار کرنا حکومتوں کی مجبوری ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر انٹیلی جنس ایجنسیوں اور وزارت خارجہ کے اعلیٰ عہدیداران عالمی پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر حدود و تعزیرات کے قوانین کو ناقابل عمل یا خدانخواستہ ظالمانہ سمجھتے ہوں تو خواہ حکومت کتنی ہی مخلص کیوں نہ ہو، ان قوانین کو درست طور پر نافذ نہیں کرسکے گی۔ لہٰذا مذکورہ بالا اعلیٰ عہدیداران کو حدود و تعزیرات اور ان کی حکمتوں کے حوالوں سے خصوصی کورسز کرانے چاہئیں، سیمینارز اور پروگرامز منعقد ہونے ہونے چاہئیں اور ان سیمینارز اور پروگرامز میں اعلیٰ عدلیہ کے جج صاحبان، اسٹیبلشمنٹ اور بیوروکریٹس کی بھی شمولیت ہونی چاہیے۔

4. موجودہ حکومت ریاست مدینہ کے طرز پر ریاست پاکستان کے امور چلانا چاہتی ہے۔ اس حوالہ سے ضروری ہے کہ الیکٹرانک میڈیا کو پابند کیا جائے کہ وہ پرائم ٹائم میں کچھ وقت کے لئے ایسے پروگرامز کا انعقاد کریں جن میں اسلامی تعلیمات کے ساتھ ساتھ حدود و تعزیرات کی حکمتیں بھی بیان ہوں۔ اس حوالہ سے یونیورسٹیز کے شعبہ علوم اسلامیہ کے معزز اساتذہ کے مختصر لیکچرز کا اہتمام ہو اور اس طرح کے دیگر اقدامات کئے جائیں تاکہ اس حوالہ سے رائے عامہ ہموار ہو اور ریاست مدینہ کی طرز کی حکمرانی کی راہیں بھی ہموار ہوں۔

حقوق نسواں کے لئے کام کرنے والی عالمی اور قومی این جی اوز نے کبھی جنسی ہراسگی کے واقعات کے دوسرے پہلو یعنی شریف اور پاک دامن مردوں پر جنسی ہراسگی کے الزامات لگنے کے معاملے کو اہمیت نہیں دی یہی وجہ ہے کہ ایسے جھوٹے دعوؤں کے خلاف مردوں کو کوئی خاص قانونی اور اخلاقی تحفظ حاصل نہیں ہوتا، سوائے اس کے کہ کسی بھی طور پر مخالف فریق کی بلیک میلنگ کا شکار ہو کر ہر صورت اسے منایا جائے۔ جھوٹے دعوؤں کے حوالہ سے بھی قذف کی طرح سے قانون سازی اور اس قانون کا لاگو ہونا وقت کی اہم ضرورت ہے۔